شادی سے پہلےجنیٹک ٹیسٹ کا شرعی حکم

حافظ محمد یونس*

Abstract :

We are at a time of unprecedented increase in knowledge of rapidly changing technology. Such biotechnology especially when it involves human subjects raises complex ethical, legal, social and religious issues. A World Health Organization expert consultation concluded that "genetics advances will only be acceptable if their application is carried out ethically, with due regard to autonomy, justice, education and the beliefs and resources of each nation and community." Public health authorities are increasingly concerned by the high rate of births with genetic disorders especially in developing countries where Muslims are a majority. Therefore, it is imperative to scrutinize the available methods of prevention and management of genetic disorders. A minimum level of cultural awareness is a necessary prerequisite for the delivery of care that is culturally sensitive, especially in Islamic countries. Islam presents a complete moral, ethical, and medical framework, it is a religion which encompasses the secular with the spiritual, the mundane with the celestial and hence forms the basis of the ethical, moral and even juridical attitudes and laws towards any problem or situation. Islamic teachings carry a great deal of instructions for health promotion and disease prevention including hereditary and genetic disorders, therefore, we will discuss how these teachings play an important role in the diagnostic, management and preventive measures including: genomic research; population genetic screening pre-marital screening, pre-implantation genetic diagnosis genetic counseling and others-

شریعت نےانسانی جذبات اوراحساسات کی رعایت کے لئےنکاح کو مشروع کیا ہے اورمقاصد نکاح میں سے ایک مقصد یہ بھی بتا یاہے کہ دنیا میں انسان کا وجود برقرار رہےاس کی ایک صورت یہ ہےکہ میاں بیوی صحت مند ہوں اور ان میں کوئی موروثی بیماری نہ ہوکیونکہ یہ بیماری آئندہ نسل کی پریشانی کا سبب بنتی ہے جبکہ اسلام ہر لحاظ سے ایک صحتمند گھرانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کو لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کو موروثی امراض سے محفوظ رکھا جا سکے،اس طرح پاکستان میں بھی کچھ عرصہ قبل سندھ اسمبلی میں نکاح نامے میں اس ٹیسٹ کو لازمی کرنے کی قرارداد منظور کی گئی اور پنجاب میں بھی اس حوالے سے کام جاری ہے جس کےلئےسر گنگا رام ہسپتال میں ایک مستقل ڈیپارٹمنٹ قائم کر دیا گیا ہے،اور حال ھي میں نیشنل اسمبلي میں بھي اس حولے سے بل پیش کیا گیا ھے تا کہ بیماریوں سے پاک پاکستان کی بنیاد رکھی جاسکے۔(1) ذیل میں موروثی امراض کا مختصراً ذکر کرنے کے بعداس مسئلہ کا جائزہ لیا لیا گیا ہے کہ شادی سے پہلے

* اسسٹنٹ پروفیسر،گورنمنٹ شاہ حسین ڈگری کالج،لاہور

جنیٹک ٹیسٹ کو لازم کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جدیدموروثی امراض :

انسانی جسم میں کروموسومز کی تعداد چھیالیس ہے ان میں سے 23 ماں کی طرف سے اور 23 باپ کی طرف سے آتے ہیں۔ پورا جسم انہیں کروموسومز پر موجود جینز کے ماتحت ہوتا ہے اور جینز اصل میں ڈین این سے تشکیل پاتے ہیں۔ کروموسومز کے 22 جوڑے والد اور والدہ میں یکساں ہوتے ہیں۔ ان میں جنس کے علاوہ ہر جینز کی کمان پائی جاتی ہے۔ ان سب کو X کروموسومز کہا جاتا ہے۔ جبکہ تیئسواں جوڑا عورت میں X اور مرد میں Y کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ یہ کروموسومز ڈی این اے سے تشکیل پاتے ہیں اور جینز میں موجود ہوتے ہیں ہر سیل میں جینز کی تعداد 20 ہزار سے 80 ہزار ہو سکتی ہے۔ ان جینز کو ڈیٹا بیس سنٹر کا نام دیا جا تاہے - جو نائٹروجن سے بنے ہوئےہوتے ہیں ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی پروٹین میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ یہ جینز امراض کا باعث بنتے ہیں اورانہی سے موروثی امراض کا پتا چلایا جا تا ہے۔ ([2]) موروثی امراض درج ذیل ہیں:

1. وہ امراض جن کا تعلق زوجین کی قرابت سے نہ ہو بلکہ کروموسومز کی ترکیب میں خرابی کی وجہ سے ہو انہیں انگریزی میں(Thrasamy-dawnsynderam)کہتے ہیں۔ ان امراض میں مریض ذہنی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کرموسومز کی تعداد میں اضافہ بتائی جاتی ہےجیسے تعداد 46 کی بجائے 47 ہو جائے۔
2. بعض موروثی امراض جنیاتی خلیوں میں خلل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔بچوں کے ان موروثی امراض میں مبتلا ہونے کے 20٪ امکانات پائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور مرض (Sickcell Anemia) ہے۔ اس کی وجہ خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا واقعہ ہونا ہے([3])
3. وہ موروثی امراض جن کا زوجین میں پایا جانا ضروری نہیں ہوتا، لیکن اگر یہ ایک میں بھی پائے جائیں تو بڑی تیزی کے ساتھ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال (Achondroplasia، Huntington chorea) ہےاور ان میں منتقلی کا تناسب 50٪ ہوتا ہے۔
4. وہ امراض جوحاملہ ماں سے بچے میں منتقل ہوتے ہیں،ان کی سب سے مشہور مثال (G6PD) انیمیا ماقبل بیماریوں سے ملتی جلتی ہے۔اسی طرح کی ایک اور بیماری جسے ہوموفیلیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ بھی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔([4])
5. ہ امراض جو جین کی خرابی یا متعدی امراض کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سینے کا کینسر اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ شامل ہیں۔ان متعدی امراض میں ایڈز بھی اس وقت مہلک بیماریوں میں شمار ہو تا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ہم جنس پرستی (Homosexualty) ہے۔ ([5])

6. وہ امراض جو ماں سےبچوں میں سے منتقل ہوتے ہیں ان میں سب سے مشہور مرض تھلیسیمیاہے۔(6)

تھیلیسیمیا: (Thalassemia)

ایک موروثی بیماری ہےجووالدین کی جینیاتی خرابی کے باعث اولاد کو منتقل ہوتی ہے،اس بیماری کی وجہ سے مریض کے جسم میں خون کم بنتا ہے اس لیے اس کی اوسط عمر کم ہوجاتی ہے۔جینیاتی اعتبار سےتھیلیسیمیا کی دو بڑی اقسام ہیں۔ جنہیں الفا تھیلیسیمیا اور بی ٹا تھیلیسیمیا کہتے ہیں۔ نارمل انسانوں کے خون کے ہیموگلوبن میں دو الفا alpha اور دو بی ٹا beta زنجیریں chains ہوتی ہیں۔ ہیموگلوبن کی الفا زنجیر بنانے کے ذمہ دار دونوں جین (gene) کروموزوم نمبر 16 پر ہوتے ہیں جبکہ بی ٹا زنجیر بنانے کا ذمہ دار واحد جین HBB کروموزوم نمبر 11 پر ہوتا ہے۔الفا تھیلیسیمیا کے مریضوں میں ہیموگلوبن کی الفا زنجیر alpha chainکم بنتی ہے جبکہ بی ٹا تھیلیسیمیا کے مریضوں میں ہیموگلوبن کی بی ٹا زنجیر beta chainکم بنتی ہے۔ اس طرح خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

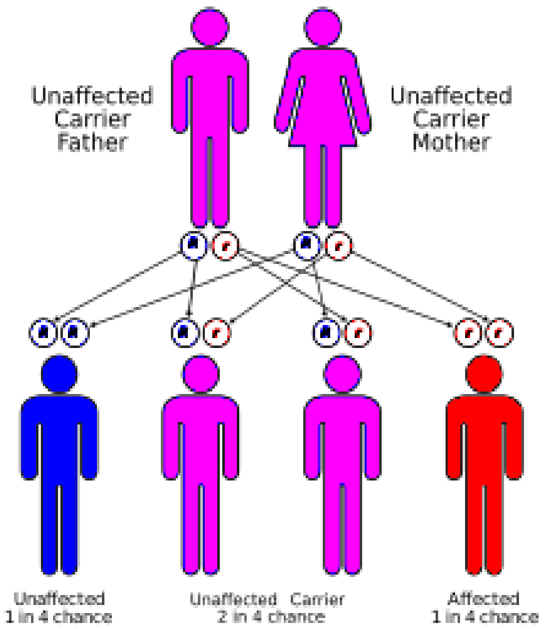

تھیلیسیمیا کی اقسام

مرض کی شدت کے اعتبار سے تھیلیسیمیا کی تین اقسام ہیں:

1. تھیلیسیمیا میجر-
2. تھیلیسیمیا انٹرمیڈیا-
3. تھیلیسیمیا مائینر-

تھیلیسیمیا مائینر:

تھیلیسیمیا مائینر کی وجہ سے مریض کو کوئی تکلیف یا شکایت نہیں ہوتی نہ اس کی زندگي پر کوئی خاص اثر پڑتا ہے۔علامات و شکایات نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تشخیص صرف لیبارٹری کے ٹیسٹ سے ہی ہو سکتی ہے۔ ایسے لوگ نارمل زندگی گزارتے ہیں مگر یہ لوگ تھیلیسیمیا اپنے بچوں کو منتقل کر سکتے ہیں۔ تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا بیشتر افراد اپنے جین کے نقص سے قطعاً لاعلم ہوتے ہیں اور جسمانی ، ذہنی اور جنسی لحاظ سے عام لوگوں کی طرح ہوتے ہیں اور نارمل انسانوں جتنی ہی عمر پاتے ہیں۔

تھیلیسیمیا میجر:

کسی کو تھیلیسیمیا میجر صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اس کے

والدین کسی نہ کسی طرح کے تھیلیسیمیا کے حامل ہوں۔تھیلیسیمیا میجر کے مریضوں میں خون اتنا کم بنتا ہے کہ انہیں ہر دو سے چار ہفتے بعد خون کی بوتل لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسے بچے پیدائش کے چند مہینوں بعد ہی خون کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور انکی بقیہ زندگی بلڈ بینک کی محتاج ہوتی ہے۔ترقی یافتہ ممالک میں بہترین علاج کے باوجود یہ مریض 30 سال سے 40 سال تک ہی زندہ رہ پاتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے مریضوں کی عمر لگ بھگ دس سال ہوتی ہے۔ اگر ایسے بالغ مریض کسی نارمل انسان سے شادی کر لیں تو انکے سارے بچے لازماً تھیلیسیمیا مائینر کے حامل ہوتے ہیں۔

تھیلیسیما کے منتقل ہونے کا تناسب:

1. اگر والدین کسی بھی قسم کے تھیلیسیمیا کے حامل نہ ہوں تو سارے بچے بھی نارمل ہوتے ہیں۔
2. اگر والدین میں سے کوئی ایک ہو تو ان کے 50 فیصد بچے تو نارمل ہوں گے جبکہ بقیہ 50 فیصد بچے تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا ہوں گے۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ ایسے کسی جوڑے کےسارے بچوں کو تھیلیسیمیا مائینر ہو یا چند بچوں کو ہو یا کسی بھی بچے کو نہ ہو۔
3. اگر دونوں والدین تھیلیسیمیا مائینر کا شکار ہوں تو 25 فیصد بچے نارمل، 50 فیصد بچے تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا جبکہ 25 فیصد بچے تھیلیسیمیا میجر میں مبتلا ہوں گے۔
4. اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی تھیلیسیمیا میجر کا شکار ہو تو ان کے سارے کے سارے بچے تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا ہوں گے۔
5. اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی تھیلیسیمیا میجر کا شکار ہو اور دوسرا تھیلیسیمیا مائینر کا شکار ہو تو ان کے 50 فیصد بچے تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا ہوں گےجبکہ بقیہ 50 فیصدبچے تھیلیسیمیا میجر میں مبتلا ہوں گے۔
6. اگر دونوں والدین تھیلیسیمیا میجر کا شکار ہوں تو سارے کے سارے بچے بھی تھیلیسیمیا مائینر کا شکار ہوں گے

پاکستان میں تھیلیسیمیا مائینر کی شرح:

حکومتی سطح پر پاکستان میں اس کے لئے کوئی سروے نہیں کیا گیا ہے لیکن بلڈ بینک کے اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں بی ٹا تھیلیسیمیا پایا جاتا ہے اور بی ٹا تھیلیسیمیا مائینر کی شرح 6 فیصد ہے یعنی 2000ءمیں ایسے افراد کی تعداد 80 لاکھ تھی۔ جن خاندانوں میں یہ مرض پایا جاتا ہے ان میں لگ بھگ 15 فیصد افراد تھیلیسیمیا مائینر میں مبتلا ہیں۔عمیر ثنا فاؤنڈیشن کی تیار کردہ رپورٹ کےمطابق اسوقت پاکستان میں تھیلیسیمیا میجر کے مریضوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور ہر سال ان مریضوں میں 6 ہزار کا اضافہ ہورہا ہے۔([7])

کزن میرج اور جدید سائنسی تحقیقات

جدید میڈیکل سائنس میں ہونے والی تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ سیاسی، معاشرتی یا نسلی گروہوں میں شادیوں کے برعکس کزنز میرج سے پیدا ہونے والی اولاد کو عام طور پر جینیٹک مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اس کی وجہ یہ کہ دو اجنبی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کی نسبت ایک ہی خاندان کے (کزنز) میاں بیوی کے خون میں شامل مشترک اجزاء(یعنی Identical DNA اور Genetic Material)کے باہمی ملاپ سے خون میں چھپے ہوئے جینیاتی خصائص (Recessive Traits) شدید ذہنی یا عضلاتی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں ۔ جسے (Consanguinity) کہا جاتا ہے۔فرسٹ کزنز میاں بیوی کی اولاد میں دوسرے درجے کے کزنز میاں بیوی کی نسبت ، جینیاتی خصائص نمودار ہونے کی نسبت چار گنا زیادہ ہوتی ہے۔اور جیسے ہی یہ تعلق (نکاح) دور کے رشتہ داروں میں ہوتا جائے گا تو ان کے بچوں میں ان بیماریوں کے اثرات کا تناسب گھٹتا چلا جائے گا۔ جبکہ ایسے جوڑے جو خود فرسٹ کزنز ہوں اور ان کے والدین بھی آپس میں فرسٹ کزنز ہوں تو ان کی اولاد میں ان جینیاتی بیماریوں کے مواقع ،(سنگل) فرسٹ کزنز میاں بیوی کی نسبت دوگنا ہو جاتے ہیں ۔ جبکہ نسل در نسل ہونے والی فرسٹ کزنز میرجز (First Cousin's Marriages)شدید قسم کے جینیاتی عوارض(Genetic Disorders)کا باعث بن رہی ہیں۔ایسے خاندانوں کی اولاد میں بلوغت کے بعد Ulcer, Gout, Asthma, Stroke, Depression, Hypertension, Heart Diseases, Cancer اور Osteoporosis جیسے امراض لاحق ہو رہے ہیں۔ جبکہ نومولود بچوں میں دل کے امراض، ہونٹ یا تالو کا کٹا ہونا، تھیلسیمیا اور ذہنی وعضلاتی امراض پائے جاتے ہیں۔([8])

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہونے والی شادیوں میں سے 50 فی صد شادیاں فرسٹ کزنز کے ساتھ ہی طے پاتی ہیں۔ لہذا ایسے جوڑوں میں جو ڈبل کزنز ہوں، نومولود بچوں کی شرح اموات (12.7%) ہے۔ جبکہ فرسٹ کزنز میں یہ شرح اموات (7.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (6.9%) ہے۔([9])اسی طرح ڈبل فرسٹ کزنز کی پیدا ہونے والے اولاد میں قبل از پیدائش (دوران حمل) جینیاتی بیماریوں کے باعث شرح اموات (41.2%)، فرسٹ کزنز میں (26%) ، ڈبل سیکنڈ کزنز میں (14.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (8.1%) ہے۔([10])

بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے حوالے سے BBC کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں مقیم پاکستانی باشندوں میں تقریباً 55% لوگ فرسٹ کزن میرج کرتے ہیں۔اور نسل در نسل کزن میرج کے نتیجے میں پیدا ہونے والے

ان بچوں میں دیگر پاکستانی باشندوں کی نسبت (13) گنا زیادہ جینیاتی بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ برمنگھم کے ایسے خاندانوں میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے ایک بچہ یا نو مولودی کی عمر میں ہی مر جاتا ہے یا پھر شدید قسم کے جینیاتی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس تحقیق کے مطابق برطانیہ میں مجموعی طور پر جینیاتی بیماریوں میں مبتلا بچوں میں سے 3% بچے برطانوی پاکستان باشندوں کے ہوتے ہیں۔(4) اسی طرح 2010ء میں Telegraph میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی نژاد برطانوی باشندوں میں ہر سال تقریباً سات سو بچے جینیاتی بیماریوں کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔([11])

پاکستان میں 67٪ شادیاں چونکہ خاندان میں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے موروثی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس نظام کی وجہ سے ہر سال چھ ہزار بچے موروثی امراض کا شکار ہوتے ہیں۔([12]) اس کی وجہ والدین میں چھپے ہوئے جینز ہیں۔ اگر والدین کے جینز میں کسی موروثی بیماری کے اثرات موجود ہوں تو وہ آئندہ نسل میں منتقل ہو جائیں گے۔۔ جیسے والدین میں سے ایک کی آنکھیں نیلی ہیں اور دوسرے کی سیاہ تو اگر بچے کی آنکھیں نیلی ہیں تو یہ جین غالب آگئی اور سیاہ جین کا پیغام چھپا ہوا ہے۔

اگلی کسی نسل میں یہ سیاہ جین والا پیغام ممکن ہے کہ سامنے آجائے اور نیلی جین والا مغلوب ہو جائے۔

دی گئی شکل پر تھوڑا سا غور کریں تو سبز رنگ کی اشکال صحتمند والدین کی ہیں ان کے بچے بھی صحت مند ہوں گے۔ دوسرے جوڑوں میں کسی ایک کا آدھا حصہ سفید دکھایا گیا ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے بچوں میں بھی ان کے اثرات موجود ہیں۔ جو بچے آدھے سفید اور آدھے سبز ہیں ان میں بیماری کے جینز تو موجود ہیں لیکن وہ ان میں ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ان بچوں میں یہ صلاحیت ہے کہ آگے والی نسل میں اسے ٹرانسفر کر دیں۔ انہیں کیریئر کہتے ہیں۔ یعنی خود نہ متاثر ہو لیکن اگلے کو پہنچا سکتا ہو۔ اب اگر ان کا ملاپ کسی ایسے شخص سے ہوتا ہے جو خود بھی کیریئر ہے تو اس بیماری کے ہونے کے امکانات کہیں زیادہ ہوں گے جیسا کہ بعد کی تصاویر سے ظاہر ہے۔

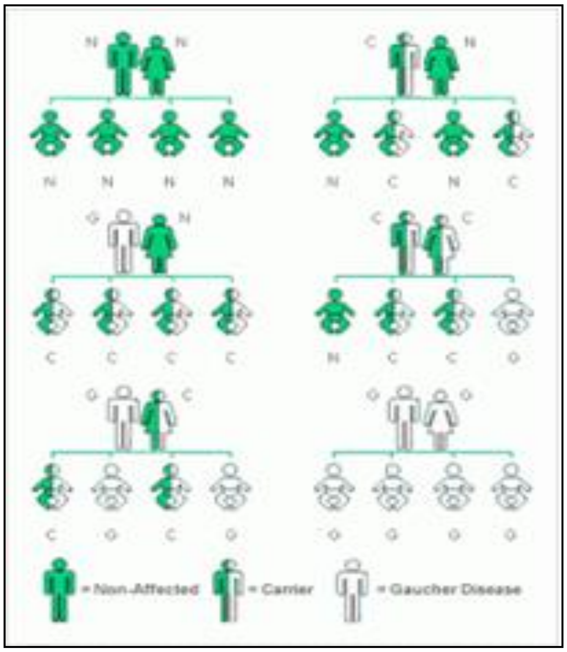

کئی پشتوں تک ایک ہی نسل کے لوگ اپنے کزنز سے شادی کرتے رہیں تو کمزور جینز کے غالب ہونے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر جینز میں دس نسل پہلے کسی ایک کو دل کی خرابی کا مرض لاحق

تھا تو مسلسل دس نسلوں تک آپس میں شادی کے نتیجے میں دل کی خرابی کے امکانات بڑھتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہر جین کے اندر اس کا پیغام چھپا ہو گا۔ جس کی شدت بڑھنے سے وہ زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔

اسی طرح ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ میں نوزائیدہ بچوں کی ہلاکت اور معذوری کا ایک بڑا سبب بچوں میں پیدائشی طور پر جسمانی خرابیوں کا پایا جانا ہے جبکہ، پاکستانی خاندانوں میں نوزائیدہ بچوں کی اموات کی شرح برطانیہ میں مقیم دیگر کمیونٹیز کے مقابلے میں زیادہ بتائی گئی ہے جہاں بارہ سال سے کم عمر بچوں کی اموات کا سبب پیدائشی طور پر جسمانی نقص کے ساتھ پیدا ہونا ہے۔ طبّی ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستانی کمیونٹی میں بچوں میں جسمانی خرابی کے ساتھ پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ برس ہا برس سے خونی رشتوں میں کی جانے والی شادیاں ہیں۔اس نئی تحقیق میں طبّی ماہرین نے ان تمام وجوہات کا جائزہ لیا ہے جو بچوں میں پیدائشی طور پر جسمانی خرابی کا سبب بن سکتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ، پاکستانی خاندانوں میں جسمانی خرابی رکھنے والے یا ابنارمل بچوں کی پیدائش کی دیگر وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ روایتی کزن میرج ہے یہی وجہ ہے کہ صرف بریڈفورڈ شہر میں پاکستانی کمیونٹی میں پیدا ہونے والے پیدائشی جسمانی خرابی کے حامل بچوں کی تعداد٪ 31 تک پہنچ گئی ہے۔([13]) سعودی عرب سے شائع ہونے والی ایک میڈیکل رپورٹ کے مطابق عرب ممالک میں کزنز میرج کے نتیجے میں جینیاتی بیماریوں کی شرح انتہائی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جو نہ صرف انفرادی بلکہ خاندانی زندگی کو متاثر کر رہی ہے([14]) ان مسائل کے نتیجے میں بلوغت کے بعد Depression, Tension, Heart Diseases اور Cancer جیسے مسائل اور نومولود بچوں میں ذہنی وعضلاتی امراض کی شرح بڑھتی جا رہی ہے۔ ([15]) ان بیماریوں کے پیدا ہونے میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں([16]) جن میں خاص طور پر Consanguinity اور Recessive Genetic Disorders انتہائی نمایاں ہیں۔([17])

شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کا شرعی حکم

جنیٹک ٹیسٹ سے متعلق علماء کے دو نظریات ہیں:

پہلا نظریہ:

یہ ہے کہ جنیٹک ٹیسٹ کو لازمی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ نکاح کے بعد مسائل پیدا ہونے کی صورت میں شریعت نے فسخ نکاح کی اجازت دی ہے۔ اسلام میں نکاح سے قبل ٹیسٹ کرانے کا ثبوت نہیں ملتا۔

دوسرا نظریہ:

یہ ہے کہ اس ٹیسٹ کا بنیادی مقصد شادی کرنے والے جوڑوں میں پائے جانے والے امراض کی تحقیق ہے تا کہ نکاح کے بعد یہ امراض زوجین میں فساد کا باعث نہ بنیں، اس سے منع کرنے کی بظاہر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا حاکم وقت ایسا قانون بنا سکتا ہے جس سے عوام الناس کے فوائد وابستہ ہوں اور اس ٹیسٹ سے یہ

حاصل ہو سکتے ہیں۔

مانعین کے دلائل

نکاح کی ترغیب اورفوائد ثمرات :

اسلام کا کوئی بھی حکم فلسفہ وحکمت سے خالی نہیں اس طرح نکاح کا حکم وفلسفہ بھی ایک طویل فہرست اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اس ضمن میں قرآن کریم، سیرت طیبہ اور فقہاء کی توضیحات واضح ہیں۔ قرآن کریم میں نکاح کی ترغیب کے احکام موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾[18] "اور جو عورتیں تمہیں پسند آئیں پس ان سے نکاح کرو"۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾[19] "جو نکاح کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو مت روکو کہ وہ نکاح کرلیں اپنے (نئے) شوہروں سے جب کہ وہ رضا مند ہوجائیں آپس میں دستور کے مطابق"۔

آپ ﷺ نے نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: "النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"۔[20]

"نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے اعراض کیا"۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے تفاخر کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "تناکحو تکثروافانی اباهی بامم یوم القیامۃ"۔[21]

"آپس میں نکاح کرو تاکہ تم زیادہ ہو جاؤ، بے شک میں تمہاری وجہ سے روز قیمت تمام امتوں پر فخر کروں گا"۔

آپ کی اس ترغیب میں صحت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ جیسی شرط لگانا ترغیب نکاح میں رکاوٹ کا سبب بنے گا۔[22]

علمائے کرام نے فلسفہ نکاح پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے مختلف فوائد وثمرات بیان کئے ہیں۔

صاحب مجمع الانہر فرماتے ہیں:

1. نکاح عام بیع کی طرح نہیں بلکہ یہ مکارم اخلاق سے ہے۔
2. نکاح عام معاملات کی طرح نہیں بلکہ من وجہ عبادت ہے۔
3. نکاح کے ذریعے زنا سے نفس کی حفاظت ہوتی ہے۔
4. نکاح کی وجہ سے آپ ﷺ باقی امتوں پر فخر فرمائیں گے۔
5. نکاح تہذیب الاخلاق یعنی عادات سنوارنے کا ایک ذریعہ ہے۔

6. نکاح میں انسانی معاشرے میں برداشت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔
7. نکاح اولاد کی تربیت کا ذریعہ ہے۔
8. وہ مسلمان جو اپنی ضروریات زندگی نبھانے سے عاجز ہیں اس کی مدد پہنچتی ہے۔
9. اپنے قرابت دار اور کمزور لوگوں کے لئے اخراجات کی ذمہ داری قبول کرنا۔
10. نکاح اپنے نفس اور بیوی کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔[23]

اسی طرح علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں بعض فوائد ذکر کئے ہیں:

11. شیطان سے حفاظت ملتی ہے۔
12. شدت خواہش کو توڑا جاتا ہے۔
13. خواہشات کے فتنوں کا دفاع کیا جاتا ہے۔
14. "غض البصر" آنکھ کی شرم نصیب ہوتی ہے۔
15. شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔
16. بیوی کے ذریعے اولاد کی تربیت ہوتی ہے۔
17. بیوی کے ذریعے گھر کے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔
18. نکاح کے ذریعے دو خاندانوں میں قرابت پیدا ہوتی ہے۔
19. بیمار سے نکاح میں بیمار کی خدمت، تیمارداری اور بیماری کی مشکلات میں اس کی مدد کے ذریعے ثواب ملتا ہے۔
20. اولاد اور بیوی انسان کے لئے ایک امتحان بھی ہے گو ان کی مرضی کو اللہ کی مرضی پر قربان کریں تو یہ بھی ایک ذریعہ ترقی درجات ہے۔[24]

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

21. نکاح کے پانچ فائدے ہیں: اولاد، شہوت پوری کرنا، گھر کا انتظام، اولاد کی کثرت اور بیویوں کی ضرورت پوری کرنے میں نفس کا مجاہدہ" [25]

مولانا یوسف صاحب لکھتے ہیں:

امام غزالیؒ اس فائدہ میں خاص نکتہ ذکر فرمارہے ہیں کہ بیمار کی دل جوئی کے لئے شادی ہی راحت کا سامان بن سکتی ہے تاکہ میاں بیوی آپس میں دل لگی سے بیماری کی مشقت کو عبور کرسکیں۔ کوئی دوسرا آدمی لاکھوں دل لبھانے کی کوشش

کرے مریض کو راحت نہیں پہنچا سکتا جو بیوی سے پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات فطری اور جذباتی قسم کے ہیں جو کسی دوسرے جائز طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتے"۔[26]

کزن میرج کا جواز:

کزن میرج کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر بڑا واضح ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے خود بھی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا اور آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کا نکاح ابو العاصؓ سے کیا جو حضرت خدیجہ کے بھانجے اور آپ ﷺ کے بھی ہم نسب تھے۔ ایسے ہی حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِ کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوئی جو کہ آپؐ کے ہم نسب تھے۔ نیز حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا جو آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح کرنا بذاتِ خود کسی ضرر کا سبب نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صاحب شریعت خود ایسا نہ کرتے۔

کزن میرج کی ممانعت میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں کہ آپ ﷺ نے قریبی رشتہ داروں میں نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے وہ احادیث کمزور اور غیر ثابت شدہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ حضرت عمرؓ سے قابل اعتبار اسناد کے ساتھ بعض ارشادات منقول ہیں۔ آپؓ نے ایسے رشتوں کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے جن سے زوجین کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہوں، حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: "اغتربوا ولا تضووا" نیز فرمایا:" لا تنكحو القرابة القريبه فإن الولد يخلق ضاويا"۔[27] قریبی رشتی داروں میں شادی کرنے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ اولاد کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ کہ حضرت عمرؓ کے یہ فرامین قاعدے کلیہ کی بجائے کسی خاص صورت و واقعہ سے متعلق معلوم ہوتے ہیں جس میں کسی خاندان میں ایک مخصوص بیماری ظاہر ہوگئی اور اس کے باوجود اس خاندان کے لوگ آپس میں نکاح کرتے رہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ خاندان سے باہر رشتے کیا کریں تاکہ یہ بیماری مزید نہ پھیلے۔[28]

دوسرا یہ کہ کزن میرج کے بارے میں ڈاکٹر حضرات کی رائے بھی مختلف ہے۔ اس سلسلے میں شریعت کے نصوص اور ڈاکٹروں کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر جو نتائج درست معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں اگر کسی خاندان میں کسی موروثی بیماری (مثلاً تھیلیسیما) کا بالفعل ظہور ہو چکا ہو تو وہاں کزن میرج خلاف احتیاط ہوگی۔ لیکن جب تک ایسی کوئی خطرے کی چیز ظاہر نہ ہو تو محض خونی رشتہ پائے جانے کی وجہ سے کسی ازدواجی رشتہ کو روکنا یا اس سے اجتناب کرنے کا مشورہ دینا توہم پرستی میں داخل ہوگا، جو عقل اور مزاج شریعت، دونوں کے خلاف ہے۔[29]

بیمار شخص کا نکاح جائز ہے:

مانعین کے نزدیک بیمار شخص کا نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان

کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل نے اپنی اسی بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا، فرمایا کہ میری شادی کر دو، میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اللہ سے ملاقات کروں اس حال میں کہ میں رنڈا ہوں۔[30]

فقہا سے بھی یہ ثابت ہے کہ بیمار کا نکاح کرانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ:

''کیف حرم نِکَاح الْمَرِیض وَبَطل هَل جَاءَ فِي الْكتاب اَوْ فِي السّنة ان نِكَاح الصَّحِيح جَائِز وَنِكَاح الْمَرِيض فَاسد انما احل الله النِّكَاح جملَة فَهُوَ حَلَال إِلَى يَوْم الْقِيَامَة للْمَرِيض وَالصَّحِيح''۔[31] بیمار کے نکاح کو حرام کیسے کہا جا سکتا ہے؟ قرآن و حدیث میں ایسی نصوص نہیں ہیں کہ تندرست کا نکاح جائز اور بیمار کا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نکاح کو حلال کیا ہے۔ پس قیامت تک کے لئے مریض اور تندرست کا نکاح حلال رہے گا۔

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

"اباح اللہ و رسولہ النکاح ولا نخص فی القرآن والحدیث صحیحاً"۔[32]

اللہ اور اس کے رسول نے نکاح کو مباح کہا ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی تخصیص نہیں کہ کوئی تندرست ہو یا بیمار۔

نکاح کی شرائط:

ارکان نکاح اور شروط نکاح میں صحت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اس لئے صحت مندی کو نکاح کے لئے شرط قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

"کل شرطٍ لیس فی کتاب اللہ فھو باطل"۔ [33]

ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔

اس لیے یہ شرط بھی باطل ہے۔نکاح کا مقصد صرف اولاد ہی نہیں ہے بلکہ بعض دفعہ صرف انتفاع ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اولاد مقصود نہیں ہے تو ٹیسٹ کو لازمی کرنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے۔[34]

حکومت کی تابعداری کا اصول:

حکومت اور قانون کی پیروی اس وقت لازم ہے جب وہ ایسا قانون بنائے جس میں مصلحت کا تعین ہو، آپ کا بھی فرمان ہے:''انما الطاعۃ فی المعروف''۔[35] اسی طرح قاعدہ فقہیہ ہے:''تصرف الامام علی الرعیہ منوط بالمصلحۃ''۔[36]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کی تابعداری نیک کاموں میں ہوگی اور شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ میں بے پردگی جیسی بیشمار خامیاں ہیں اس لئے ایسے قانون میں حاکم کی پیروی لازم نہیں ہے۔ [37]

معاشرتي مشكلات میں اضافہ:

اس ٹیسٹ کی وجہ سے بہت سارے مرد اور عورتیں بے نکاح رہ جائیں گے جس سے فتنہ اور بے حیائی کو فروغ ملے گا۔ بلکہ نکاح کا نظام متاثر ہونے سے معاشرتی زندگی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گی۔ یہ ٹیسٹ آسانی پیدا کرنے کی بجائے عوامی مشکلات میں اضافہ ہو گا۔(38)

تقدیر پر عدم اعتماد:

بیماری اور صحت کا تعلق مسئلہ تقدیر سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قل کل من عنداللہ﴾(39) اے نبیؐ آپ فرما دیں کہ ہر چیز، یعنی خیر و شر، بیماری و صحت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

قضا اور قدر کے باب میں عقل سے سوچنا سمجھنا اور اسے فیصلے کی بنیاد بنانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے تقدیر کے معاملات میں کرید نے سے منع کیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے مرد وعورت کا ٹیسٹ کرانا تاکہ دوسرے فریق کی موروثی بیماریوں کا علم ہو جائے یہ تقدیر کے باب میں عقلی مداخلت ہے۔ کیونکہ حدیث کی روشنی میں تقدیر سے پہلے تدبیر کا حکم نہیں ہے بلکہ تقدیر کے بعد تدبیر کی جاتی ہے۔اس لئے شادی سے پہلے ٹیسٹ کو لازم کرنے سے نکاح کے متروک ہونے ک سبب بنے گا۔(40)

بندے کے گمان کے مطابق فیصلے:

حدیث قدسی ہے:''انا عند ظنی عبدی بی''۔(41) میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔

اس لیے بندے کو اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکاح کرنا چاہیئے، یہ ممکن ہے کہ کوئی بیماری ہو، اس عقیدے کی پختگی کی بناء پر اللہ اسے شفاء دے دے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ریسرچ میں کبھی نتائج غلط بھی آ جاتے ہیں جو عوامی مشکلات کا باعث بنیں گے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو عقیدہ تک ہی محدود رکھنا چاہیئے۔(42)

جنیٹک ٹیسٹ کے نقصانات:

1. میڈیکل ریسرچ اس بارے میں یقینی نہیں اس لیے ایسی صورت میں اجتماعی اور نفسیاتی نقصان کا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس ٹیسٹ کے نتیجے میں غلطی کا امکان موجود ہے۔
2. یہ بھی ممکن ہے کہ اس ٹیسٹ کے نتیجے میں ایسا مرض ظاہر ہو جو کہ لا علاج ہے تو زوجین اور پورا گھرانا پریشانی کا شکار ہو گا۔(43)
3. ایک فرد میں بعض امراض کی موجودگی کی صورت میں پورے خاندان کے راز فاش ہوں گے، جس کی وجہ سے خاندان کے دیگر افراد بھی متاثر ہوں گے۔
4. لوگوں میں یہ وہم پیدا ہوتا چلا جائے گا کہ کزن میرج متعدی امراض کا سبب ہے، حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔(44)
5. اس طرح کے ٹیسٹوں سے نوجوان طبقہ کے لئے مسائل پیدا ہو سکتے

ہیں عام طور سے خاندان کے اوصاف اور خامیوں کو اس ٹیسٹ کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے مثلاً باہمی قرابت، معرفت یا کسی اور طریقے سے۔ لہٰذا اس ٹیسٹ کی ضرورت نہیں رہے گی۔([45])

مجوزین کے دلائل

مقاصد نکاح:

قران کریم کے اندر نکاح کے مقاصد بیان کرتے ہوئے رب العالمین کا فرمان ھے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾([46])اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی، یقینا اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

دوسری جگہ پاکیزہ ، صالح بیوی اور اولاد کے بارے میں یہ دعا سکھلائی گئی ہے:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾([47])اس وقت زکریا نے اپنے رب کو پکارا۔ عرض کی کہ اے میرے رب !عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بیشک تو ہی سننے والا ہے دعا کو۔

پہلی آیت میں نکاح کا مقصد سکون، اطمینان اور محبت کو بتایا گیا ہے اور دوسری آیت میں نیک صالح اولاد، یعنی اچھی نسل کی درخواست کی گئی ہے۔ شادی سے پہلے میڈیکل کرانے سے فریقین کی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو جائے گا اور رشتہ کی بنیاد بھی ایک سچ اور اعتماد پر ہو گی۔ جس سے خاندانی نظام میں استحکام پیدا ہو گا اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اولاد ممکنہ حد تک موروثی بیماریوں سے پاک بھی ہو گی۔ اس طرح ان دونوں آیات پر عمل ہو جائے گا۔([48])

نکاح کے لئے فریق کو دیکھنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں، تو آپنے فرمایا:

’’فانظر الیھما فان فی اعین الانصار شیاً ‘‘۔([49])اس کو ایک نظر دیکھ لے اس لیے کہ ان کی آنکھوں میں ایک خرابی ہوتی ہے۔

معاصرین نے اس حدیث کو بنیاد بناتے ہوئے شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کو لازمی قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں دیکھنے کا لفظ اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا

ہے اگر اس دیکھنے کی علت پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ ٹیسٹ بھی اس کے عموم میں داخل ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہری حکم سے زیادہ معنوی حکم پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔(50)نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:"تنکح المرءة لجمالها"۔(51) جمال میں ظاہری، باطنی خوبصورتی اور امراض سے محفوظ ہونا بھی داخل ہے۔ (52)

بیمار سے نکاح نہ کرنے کا ثبوت:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے کسی عورت سے شادی کا ارادہ فرمایا تو آپ نے کسی عورت کو بھیجا تاکہ وہ اس کو دیکھے، دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت کو کوئی (دانتوں کی) بیماری ہے۔ تو آپؐ نے اس عورت سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیا۔[53] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیکھنا، سونگھنا ٹیسٹ کی انواع میں سے ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے کسی بیماری کے بارے میں شادی سے پہلے تحقیق کا جواز بذریعہ جنیٹک ٹیسٹ ثابت ہوتا ہے۔(54)

نکاح میں دھوکا دہی کی ممانعت:

حضرت عمرؓ نے ایسے رشتوں کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے جن سے زوجین کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہوں۔

موطا امام مالکؒ میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

"ایما رجل تزوج امرأة وبها جنون و جذام أو برص، فمسها، فلها صداقها كاملا، ولزوجها غرم على وليها"۔(55)

اگر کسی شخص نے ایسی خاتون کے ساتھ رشتہ کیا جو جنون، جذام اور برص کے مرض میں مبتلا ہو، اور ولی نے اس سے اس کو آگاہ نہیں کیا تو ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے بعد اس پر کامل مہر ہو گا۔لیکن اسے عورت کے ولی سے مہر کا تاوان لینے کا بھی حق ہو گا۔

حضرت عمرؓ کے فرامین کی روشنی میں زوجین کو متعدی امراض سے محفوظ کر کے ایک پاکیزہ نسل کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے جو شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہے۔

حاکم کی اطاعت کا حکم:

قرآن کریم میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ حاکم وقت کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾(56)

''اے لوگوجو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی'اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں''۔

حاکم کا فیصلہ چونکہ مصلحت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے اگر حاکم کوئی قانون وضع کرے تو اس کی اطاعت لازمی ہو جاتی ہے۔ تو جنیٹک ٹیسٹ بھی ایسے

قوانین میں سے ہے جس سے نہ تو دین اسلام کے کسی پہلو کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ہی معاشی اور معاشرتی حوالے سے عوامی مشکلات کا سبب ہے۔ ایسے قوانین پر عمل، اس آیت پر عمل ہو گا۔([57])

نقصان پہنچانے کی ممانعت:

اسی طرح مجوزین نے قوعد فقہیہ سے بھی استدلال کیا ہے، آپ کا فرمان ہے:

"لا ضرر ولاضرار"۔([58]) کسی کو ضرر پہنچانے کا اقدام کرنا یا جوابی طور پر کسی کو ضرر پہنچانا یہ دونوں جائز نہیں ہیں۔

اس حدیث کو فقہاء نے قواعد کلیہ کی شکل دے کر زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق احکام میں لاگو کیا ہے۔ زیرِ بحث مسئلے میں بھی اس سے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔ کیونکہ زوجین جب کسی متعدی یا موروثی مرض میں مبتلا ہوں تو ان کا یہ رشتہ ان کے اور ان کی اولاد کے لئے ضرر کا باعث ہو گا۔ اور اولاد کا صحت مند نہ ہونا ان کے لئے ساری زندگی میں تکلیف کا باعث بنے گا۔اس لئے ضرر سے بچنے کے لئے تدابیر کے طور پر میڈیکل ٹیسٹ کو اس قاعدے کے تحت لازمی کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کے افراد کو اگر نکاح کی کھلی چھوٹ دی جائے تو یہ بیماری نسل در نسل منتقل ہو گی۔ تو اس طرح کثیر افراد اس کے ابتلاء کا شکار ہوں گے۔ لہٰذا ضرر عام سے بچتے ہوئے ضرر خاص کو قبول کیا جائے گا اور ایسے افراد پر ٹیسٹ کو لازمی کر دیا جائے گا۔([59])

احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم:

فقہی قاعدہ ہے ''الدفع أولیٰ من الرفع''([60]) کسی چیز کے واقعہ ہونے کے بعد اس کو ختم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو ابتداء ہی میں کنٹرول کر لیا جائے کیونکہ بعد میں اس کے پھیل جانے سے اس کو قابو کرنے میں مشقت اور پریشانی ہو گی اور پیسے کا ضیاع بھی ہو گا۔موروثی امراض سے بچاؤ کے لئے (جیسے تھیلیسیمیا وغیرہ) شادی سے قبل اگر جنیٹک ٹیسٹ لازمی کرنے سے عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ موروثی بیماریوں سے بچایا جا سکتا ہے بلکہ حکومت کے خزانے کو بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے۔اس کو نافذ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر حاکم مصلحت کے پیش نظر اس ٹیسٹ کو لازم کر تا ہے تو بہتر ہے اور قانون بھی یہی ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے اور نہ ہی یہ ٹیسٹ آزادی کے مخالف ہے کیونکہ اب تو عالمی سطح پر مختلف قسم کے امراض کی ویکسینیشن کے بغیر سفر کی بھی اجازت نہیں ہے۔([61])

اباحت:

یہ ٹیسٹ مباحات شرعیہ میں سے ہے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر ان امراض کے لئے جو زوجین کے درمیان جدائی کا سبب بنتے ہیں

ابتداء ہی سے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تو بعد میں خاندانی مشکلات سے بچا جا سکتا ہے۔

شادی کے لئے انتخاب میں آسانی:

بعض علماء نے یہ بھی دلیل دی ہے کہ یہ کہنا ہے کہ بہت سے لو گ بغیر شادی کے رہ جائیں گے، اس بات میں کوئی خاص وزن نہیں ہے۔ اس لئے کہ جنیٹک ٹیسٹ سے انسانی جوڑے متعین کرنے میں آسانی ہو گی اور ایسی لڑکیوں کا نکاح ان مردوں سے کیا جائے گا جن کو مختلف مصالح کے تحت بے اولاد لڑکیاں مطلوب ہوتی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کے بعد ممکنہ علاج بھی ہو سکے گا۔([62])

ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے ان پر آدرہونے کا الزام لگایا تو اللہ نے ان کی برأت کے لئے پتھر کو حکم دیا کہ اس کے کپڑے لے جاؤ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد و عورت کسی بیماری سے مطعون ہوں جس کی وجہ سے ان کے نکاح میں مشکلات ہوں تو تحقیق کے لئے اس کا ٹیسٹ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تا کہ معترض کے سامنے اس کے نتائج آ جائیں۔ اسی طرح جنیٹک ٹیسٹ بھی بیماری کی تشخیص اور نتائج کی صورت میں فریقین کے لئے اطمینان کا باعث ہو گا۔([63])

جنیٹک ٹیسٹ کےفوائد:

1. شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کی وجہ سے موروثی امراض جیسے تھیلیسیمیا، کینسر، جنین کا رحم کی بیماریوں سے سے بچا جا سکتا ہے۔([64])
2. شادی کے بعد علاج معالجہ کے اخراجات میں کمی کا باعث ہے۔
3. اس سے زوجین میں علاج معالجہ سے متعلق شعور اجاگر ہو گا۔
4. گھریلو اختلافات اور طلاق کی شرح میں کمی واقع ہو گی۔
5. غلط فہمیوں سے بچاؤ اور زوجین کی زندگی کے لئے خوشحالی کا ذریعہ ہے۔
6. آئندہ نسلوں کو مہلک و موروثی بیماریوں سے بچانے کاذریعہ ہے۔
7. بانجھ پن کے متعلق حقیقت تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔([65])

جنیٹک ٹیسٹ کی شرائط:

مجوزین نے اس ٹیسٹ کے لئے چند شرائط کو لازمی قرار دیا ہے:

1. یہ فریقین کی رضامندی سے ہو، کسی پر جبراً نہ کیا جائے۔
2. جہاں اس کا رواج نہ ہو وہاں اس کو لازمی نہ کیا جائے۔
3. ٹیسٹ کے مفاسد اور خرابیوں سے احتراز ہو۔
4. با اعتماد ذرائع سے ٹیسٹ کروایا جائے اور محتاط طریقہ اختیار کیا جائے۔
5. اس ٹیسٹ کو کم از کم تین مختلف لیبارٹریوں سے کروایا جائے۔

6. اس ٹیسٹ کے دوران اسلام کا اصول "لاعدویٰ ولا طیرة" کو بھی مد نظر رکھا جائے۔[66]

اسلامي فقہی اکیڈمیز کے فیصلے

اسلامك فقہ اکیڈمی انڈیا کا فیصلہ:

علاج کی غرض سے امراض کی شناخت اور تحقیق کے لئے جنیٹک ٹیسٹ کرانا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔[67]

المنظمۃ الاسلامیہ کویت کا فیصلہ:

عورت کے ولی کے لئے اختیار ہے کہ وہ مرد کے میڈیکل چک اپ کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو بیماریاں متعدی ہوں ان کا ٹیسٹ کیا جائے، ہر بیماری کے لئے زبردستی ٹیسٹ کرانا مناسب نہیں ہے۔[68]

اسلامي فقہي اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ:

نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کی شرائط خود شارح حکیم نے بتلائی ہیں اور نکاح پر اس کے شرعی نتائج مرتب کئے ہیں۔ لہٰذا شریعت نے جتنا حکم دیا ہے اس سے اضافہ کرنا جیسے نکاح سے قبل جنیٹک ٹیسٹ کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اکیڈمی کا اجلاس حکومتوں اور اسلامی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ نکاح سے قبل طبی تحقیقات سے متعلق شعور پیدا کریں۔ ایسی تحقیقات کے لئے حوصلہ افزائی کریں اور جو لوگ ان سے دلچسپی رکھتے ہوں ان کے لئے تحقیقات آسان بنائیں۔ نیز ان تحقیقات کو متعلقہ افراد تک محدود رکھا جائے اور ان کے علاوہ سے مخفی رکھا جائے۔[69]

راقم الحروف کی رائے:

شادی سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کوجن ممالک میں بھی لازمی کیا گیا ہے وہاں اس کے بہتر نتائج ظاہرہوئےہیں[70]اس لیے پاکستان میں بھی اس ٹیسٹ کو لازمی ہوناچاہئے،لیکن پاکستان میں اس قانون کو لازم کرنےسے پہلے جہاں ایک طرف عوام الناس کو اس ٹیسٹ کی افادیت سے آگاہی ضروری ہے وہیں تحصیل کی سطح پرجنیٹک لیباٹریز کا قیام بھی ہونا چاہئے،بصورت دیگرملک میں لیبارٹریز کی عدم دستیابی کی صورت میں عوام الناس کے لیے مسائل کم ہونے کی بجائے بڑھ جائیں گےاور اس طرح لیبارٹریز میں لوٹ مار کے ساتھ رشوت کا بازار بھی گرم ہو گا جو نہ صرف عوام الناس بلکہ حاکم وقت کے لیے بھی مشکلات کا باعث ہو گا اور مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہیں ہوں گے۔کزن میرج میں اسلام اورسائنسي لحاظ سے کوئي ممانعت نھیں ہےلیکن اگر ڈاکٹر کسي خاندان میں موذي یاموروثي مرض کي نشاندھي کرے تو وھاں کزن میرج جسم انسانی اور نسل انسانی کی بیماریوں سےحفاظت نہ ہونے کی وجہ سے درست نھیں ہوگی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[71]اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو "۔

موذي یاموروثي مرض کي نشاندهي کے باوجود علاج نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لیے آیت کریمہ کے تحت ایسی شادی بھی ممنوع ہو گی۔ اوربعض احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب مرض متعدی ہو(جیسے جنیاتی امرض)اور ایک بیمارر سے دوسرے کو منتقل ہو سکتا ہو(شادی کی صورت میں) تو صحت مند کو نقصان سے بچانے کے لیے اس کا علاج اور ٹیسٹ کرانا واجب ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے: ’’لا یورد ممرض علیٰ مصحح‘‘۔(72)اسی طرح فقہی قاعدہ ہے: ’’لا ضرر ولا ضرار‘‘ (73) اس قاعدے سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہوئے میڈیکل ٹیسٹ کرانا واجب ہے کیونکہ اگر مرض متعدی ہو گا تو وہ اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچائے گا اور دوسرے کے لیے بھی نقصان کا سبب بنے گا جیسے ایڈزوغیرہ ۔اورایسی کزن میرج جس کے نتیجے میں بید اہونے والی اولاد میں متعدی امرض کے منتقل ہو کے امکانات ہو تو اس بچنا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ نے نہ صرف بیماریوں،آفات اور امراض سے بچنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ آپ کا فرمان ہے:’’اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدمواعلیہ ،واذ وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ ‘(74) جب کسی جگہ کے متعلق سنو کہ وہاں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جس جگہ تم ہواگر وہاں طاعون پھوٹ پڑے تووہاں سے فرار اختیار نہ کرو۔نیز جنیاتی امراض میں شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کے لزوم کے لیےان احادیث سے رہنمائی لی جاسکتی ہے جن میں نے آپ نےاعلیٰ نسل کے انتخاب کےلئےنطفےکی بہتر دیکھ بھال اور بے وقوف عورت سے شادی سے منع فرمایا ۔ آپ کا فرمان ہے:"اختارو النطفاکم فان لخال احد الضجعین"(75) اپنے نطفے کے لیے جگہ دیکھ بھال کر حاصل کرو،کیونکہ کہ بچوں کا ماموں بیوی کی طرح ہوتا ہے" نیز رسول اللہ کا فرمان ہے: ایا کم وتزویج الحمقاء فان صحبتها بلاء وولدها ضیاع"(76) بے وقوف عورت سے شادی کرنے سے بچو،ان کے ساتھ مصیبت ہے اور ان کی اولاد ضائع ہوجاتی ہے۔ لازم هےکه مذکورہ فرامین کی روشنی میں زوجین کوموروثي امراض سے محفوظ کر کے ایک پاکیزہ نسل کی بنیاد رکھی جا ئے جو شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہو۔

حوالہ جات

1() **www.express.p**k/story/812788

(2) البار، محمد علی، ڈاکٹر، نظرہ فاحصہ للفحوصات الطبیہ الجینیہ،مشمولہ الوراثہ والہندسہ الوراثہ،منعقدہ 1998ء ناشر المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، کویت،2/221-231

(3) البار، محمد علی، ڈاکٹر، جنین المشوہ والامراض الوراثیہ، دارالقلم، دمشق، طبع اول 1991ء ص 227

(4) Al-Ali, AK. (1996). " "Common G6PD variant from Saudi population and its prevalence"." *Annals of Saudi Medicine* no. 16 (6):654-6.

(5) Valentino LA, Hakobyan N, Rodriguez N, Hoots WK; Kakobyan, N; Rodriguez, N; Hoots, WK (November 2007). "Pathogenesis of haemophilic synovitis: experimental studies on blood-induced joint damage". *Haemophilia*. 13 Suppl 3: 10–3 Retrieved 4 April 2014

(6) Markowitz, edited by William N. Rom ; associate editor, Steven B. (2007). *Environmental and occupational medicine* (4th ed.). Philadelphia: Wolters Kluwer/Lippincott Williams & Wilkins. p. 745.

(7) http://ur.wikipedia.org/, (Cited: 26-08-2014)

(8) Bittles Alan; Black Michael, Consanguinity,human evolution, and complex diseases, Proceedings of the National Academy of Sciences 107, (Suppl,1 ‹200) PP: 1779-1786

(9) Bittles, Alan, "The Role and Significance of Consanguinity as a DemographicVariable"Population and Development Review (Population Council) 20 (3)1994,P:572-574

(10) Ibid

(11) Ibid,p.576

(12)www.beta-jang.com.ph/newsdetailaspx?id176015,(Cited: 27-08-2014)

(13)http://www.urduvoa.com/content/marriage-between-cousins-doubles-the-risk-of-birth-defects/1696237.html, (Cited: 29-08-2014)

(14) El-Hazmi MAS; Warsy AS,Genetic Disorders among Arab Populations,(SaudiMed J. 1996) P:108-123; Hamidha BM, Magnitude and Spectrumof theproblem,WHO / KSU Workshop on Ethical and Genetic ounselling Issues inRegion, Riyadh 15-16 Nov, 1999.

(15) Mathew PM, Hamdan JA,Nazar H,Cystic Fibrocess presenting with recurrent vomiting and metabolic alkalosis-Eur Pediatar,1991:150,P:264-266;WarsyAS,El-Hazmi MAS,Hammoda H,Alpha-i-antitrypsin: Frequencies of PIM subtypes in a Saudi population,Saudi Med J.1991:12,P:376-379

(16) Emery AEH, Mueller RF. Elements of Medical Genetics,8th Ed London:Churchill Livingstone, 1991; WHO, Prevention of avoidable mutationaldisease, Bull World Health Organ, 1986, 64: P: 205-216

(17) Dr. Mohsen A.F El-Hazmi, Ethics of genetic counseling-basic concepts andrelevance to Islamic communities, Ann Saudi Med 24 (2) College of MedicineKing SAud University, Riyadh, Saudi Arabia, March-April 2004, PP: 84-92.www.kfshrc.edu.sa/annals

(18) النساء4:4

(19) البقرہ،232:2

(20) قزوینی، ابو عبداللہ محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ ،کتاب النکاح ،باب ماجاء فی فضل النکاح،592/1، داراحیاء الکتب العربی، س- ن ح:1846

(21) ابو بکر عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، باب وجوب ا لنکاح وفضلہ،173/6،مکتبہ اسلامی ،بیروت طبع دوم1403ھ ،ح: 10391

(22) شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، ص 6-23

(23)آفندی،عبدالرحمان بن محمد، مجمع الانہر،داراحیاءالتراث العربی،بیروت،س-ن315/1

(24) ابن ہمام، کمال الدین عبد الواحد،شرح فتح القدیر، مطبع مصطفیٰ محمد، مصر، س- ن 123/4

(25) غزالی ،ابو حامد،محمدبن محمد،احیاء علوم الدین، دارالکتب العلمیہ، بیروت،2007ء 37/2-44

(26) محمد یوسف، مولانا، شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، مشمولہ سہ ماہی مباحث الاسلامیہ ،بنوں، 15جون 2011ء،ص6-23

(27) مالکی ابو بکر،احمد،المجالسہ وجواہر العلم،دارابن حزم1418ھ،46/8

(28) علی احمد سالوس،ڈاکٹر،موسوعۃ قضایافقہیہ معاصرہ،مکتبہ دار القرآن،س-ن،ص971،-975

(29) موسوعۃ اعجاز العلمی فی سنۃ النبی الامی،مکتبہ اولاد الشیخ للتراث،مصر،س-ن،ص924

(30) الشیبانی، محمدبن حسن، امام، کتاب الحجہ، عالم الکتب،بیروت، 1403ھ،500/3

(31) ایضا، 5003/3

(32) ابن حزم،علي بن احمد،المحلیٰ، دار احیاء التراث العربی،بیروت،س-ن، 278/18

(33) قزوینی،ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ،کتاب العتق،باب المکاتب،842/2،داراحیاء الکتب العربی، س- ن ح:2521

(34) محمد یوسف، مولانا، شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، ص 6-23

(35) سجستانی،سلیمان بن اشعث،سنن ابی داود، کتاب الجهاد،باب فی الطاعۃ،40/3،مکتبۃ العصریہ، بیروت، س- ن،ح:2625

(36) ابن نجیم،زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1999ء ص104

(37) میمان، ناصر، مشمولہالوراثیہ والہندسۃ الوراثیہ،ص833

(38) اختر امام عادل،مولانا،جنیٹک ٹیسٹ سے مربوط مسائل مشمولہ ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل، دراالاشاعت کراچی، 200ص 49
(39) النساء، 4: 78
(40) ابو سفیان مفتاحی، مولانا، ڈی این اے ٹیسٹ سے متعلق مسائل، مشمولہ، ص 287
(41) ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی،ابواب الذھد،باب ما جاء فی حسن الظن باللہ،596/4،مکتبہ مصطفیٰ البابی،مصر، طبع ثانی 1975ء ح: 2388
(42) اشقر،اسامہ عمر،مستجدات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، ص92-93؛ ابن باز، جریدۃ المسلمین، شمارہ نمبر 597، 12 جولائی 1996ء، ص11
(43) مستجدات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، ص86
(44) صفوان،محمد عضبات،فحص الطبی قبل الزواج دراسۃ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ ،ص 88
(45) البار، محمد علی، ڈاکٹر، نظرہ فاحصہ للفحوصات الطبیہ الجینیہ، مشمولہ الوراثیہ، والہندسہ الوراثیہ، مطبوعات منظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ ،1998ء ص 645
46)الروم، 30: 21
(47) آل عمران،3:38
(48) محمد رضا، صفوان، فحص الطبی قبل الزواج دراسۃ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ، ص 92
(49) قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب النظر الیٰ وجہ المرأۃ، 1040/2 داراحیاء التراث العربی، س- ن ح:1424
(50) اختر امام عادل، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50
(51) صحیح مسلم، کتاب الحج،باب استحباب نکاح ذات الدین،1086/2،ح:1466
(52) سید نعیم بخاری،ڈاکٹر،جنیٹک ٹیسٹ اور اس کا شرعی جائزہ، مشمولہ،المباحث الاسلامیہ، بنوں ستمبر 2011، ص 92
(53) احمد بن حنبل، امام، مسند احمد،231/3، مؤسسہ الرسالہ، طبع 2001ء ح:13448
(54) محمد رضا، صفوان، فحص الطبی قبل الزواج دراسۃ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ،ص 73
(55) النووی، یحیٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب،دارالفکر بیروت، س-ن، 275/16
(56) النساء، 4: 59
(57) خلیل حسین، مولانا، شادی سے قبل طبی معائنے کی قانون سازی کی شرعی حیثیت،دارالافتاء جامعۃ الرشید، کراچی، 14 مئی2014ء،ص 22
(58) ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص 72
(59) حسین،مولانا، شادی سے قبل طبی معائنے کی قانون سازی کی شرعی حیثیت، ص 23
(60) سبکی، تاج الدین، الاشباہ والنظائر،دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1999ء،455/1
(61) احمد زحیلی، الارشاد الجینی،مشمولہ الوراثیہ، والہندسہ الوراثیہ، مطبوعات منظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ ،1998ء، ص980-982
(62) اختر امام عادل، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50
(63) ساجد علی مصباحی،مولانا،جینیٹک ٹیسٹ شرعی نقطہ نگاہ،ماہنامہ الاشرفیہ،مباکپور،انڈیا،جولائی2013ءص 40
(64) اشقر، اسامہ عمر،مستجدات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، دارالنفائس،اردن 2000ء، ص 85
(65) صفوان،محمد عضبات،فحص الطبی قبل الزواج دراسۃ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ،دارالثقافہ طبع اول،2011ء ،ص 88

(66) اختر امام عادل، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50-51
(67) ڈی این اے اور جنیٹک ٹیسٹ کے شرعی مسائل،ص16
(68) حکم الکشفالاجبار عن الامراض الوراثیہ، مطبوعات المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، س-ن،ص971
(69) اسلامي فقهي اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ڈاکٹر، ایفا پبلی کیشنز ،ص457
(70 http://lshtmtest.da.ulcc.ac.uk/994872/2/Saffi.12.04.15-clean.docx-1.docx
71) البقرۃ:2: 195
(72) بخاری، کتاب الطب، باب الھامۃ،138/7،ح:5771
73) ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم،الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول1999ء، ص71
(74) مسند احمد،2/ 319،ح:1682
(75) ابو داود،نعمان،ابو حنیفہ القاضی،دعائم الاسلام،مطبع المعارف،1479ھ،192/2
(76) ایضا